بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

04-32: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:153-161)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُ کے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ

﴿يَسْـَٔلُكَ اَهۡلُ الۡـكِتٰبِ اَنۡ تُنَزِّلَ عَلَيۡهِمۡ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدۡ سَاَلُوۡا مُوۡسٰۤى اَكۡبَرَ مِنۡ ذٰ لِكَ فَقَالُوۡۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهۡرَةً فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلۡمِهِمۡ‌ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ فَعَفَوۡنَا عَنۡ ذٰ لِكَ‌ۚ وَاٰتَيۡنَا مُوۡسٰى سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا ۝۱۵۳﴾ (النساء:153)

اس آیت کریمہ سے درس کا آغاز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْـَٔلُكَ اَهۡلُ الۡـكِتٰبِ﴾: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اہل کتاب آپ سے یہ سوال کرتے ہیں یہ مطالبہ کرتے ہیں۔

﴿اَنۡ تُنَزِّلَ عَلَيۡهِمۡ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾: کہ اُن کے لیے آپ آسمان سے کتاب اُتار کر لائیں۔

اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی مطالبے کیے مختلف اُن میں سے ایک یہ ہے جس کا ذکر یہاں پر ہے کہ اُس وقت تک آپ کی نبوت کو نہیں مانیں گے آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ کتاب جو ہے بیک وقت آسمان سے نازل نہیں کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ کی جو کتاب ہے جس کا آپ دعویٰ کرتے ہیں (نعوذ باللہ) جب تک ایک کتابی شکل میں بیک وقت نازل نہیں ہو گی جیسا کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر تورات نازل ہوئی اور عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر انجیل نازل ہوئی تو ہم نہیں مانیں گے جب تک کہ قرآن بھی ایسے نازل نہیں ہو گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے:

1-اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اُن کا یہ مطالبہ جو ہے غلط مطالبہ ہے بے بنیاد مطالبہ ہے کیونکہ نہ تو تورات میں ہے نہ انجیل میں ہے کہ اگر کوئی کتاب تمہارے پاس آئے جو بیک وقت نازل نہ ہو اور متفرق طریقے سے نازل ہوتی رہے اس کو مت مانو۔

2-بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کسی نے بھی مطالبہ نہیں کیا یہ، یعنی کسی نبی نے بھی یہ نہیں فرمایا بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کہ اگر کوئی نبی آئے اور وہ یہ کتاب لے کر آئے جو متفرق ہو بیک وقت نازل نہ ہو تو اس کو مت ماننا کہیں پر بھی نہیں ہے اس لیے اُن کی یہ بات ہے ہی بے بنیاد!

3-تیسری بات کہ اگر وہ اس چیز کو ماننے والے ہوتے جو آپ سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں تو پھر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی کتاب پر عمل کیوں نہیں کیا اور عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی کتاب کا کیوں انہوں نے انکار کر دیا ہے؟! تورات میں تحریف کر دی نا اور انجیل کو قبول ہی نہیں

کیا یہودیوں نے اور پھر نصاریٰ نے بھی تحریف کر دی ! اگر یہ کتاب جواُن پر بیک وقت نازل ہوئی ہے اُس کا حق ادا نہیں کیا اور اُس کتاب میں بھی تحریف پیدا کر دی ہے اُس کو بھی تبدیل کر لیا ہے اور اُس کو ماننے سے انکار کیا ہے تو اُن کا یہ مطالبہ ہے ہی بے بنیاد !

آگے مزید دیکھیں آپ کہ اب یہ جو آپ سے مطالبہ کر رہے ہیں یہ اصل میں ہیں کون لوگ: یہ جاننا لازم ہے کہ جب آپ سے کوئی مخالفت کرتا ہے نا اُس کی ذرا حیثیت دیکھ لیں کہ دین کے اعتبار سے دین میں آپ کی مخالفت کرنے والا ہے کون؟ کیا وہ حق رکھتا ہے کہ مخالفت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر حق رکھتا ہے مخالفت کرنے کی تو پھر دلیل کی روشنی میں اُس کی بات کو سنو اور دلیل کو سامنے رکھ کر جو حق ہے اُسے قبول کر لو جو باطل ہے اُس کو چھوڑ دو۔

تو آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ جو اہل کتاب ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ایک کتاب بیک وقت جب تک نازل نہیں ہوتی وہ آپ پر ایمان نہیں لاتے اُن کی حقیقت کیا ہے دین کے اعتبار سے ،اور یہ تسلی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی غمزدہ ہو جاتے تھے جب لوگ ایمان نہیں لاتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور تک دیکھتے تھے دور اندیشی تھی کہ ان کا انجام بہت بُرا ہونے والا ہے یہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لیے جلنے والے ہیں اس لیے ان کو بچانا کس طریقے سے ہے اس لیے فرمایا:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ﴾ (الکھف:6)

(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ کیوں اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں ان کے پیچھے لگ کر)

یہ نہیں ایمان لاتے تو میں جانوں یہ میرے بندے ہیں یہ جانیں میں نے حساب لینا ہے میں نے ہدایت دینی ہے میرے ہاتھ میں ہے آپ اپنے آپ کو کیوں اتنا غمزدہ کر کے پریشان کرتے ہیں؟ ! دیکھیں رحمۃ للعالمین ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمت کا یہ تقاضہ ہے نا کہ جتنے انسان جو ہیں وہ جہنم کی آگ سے بچ سکتے ہیں بچا لیں، عام دعوت ہے سب کے لیے ہے صرف عرب کے لیے دعوت نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت عام ہے تمام ثقلین جِن و اِنس کے لیے ہے اس میں یہود و نصاریٰ بھی شامل ہیں اور ہر انسان شامل ہے۔

تو جب یہودیوں نے یہ مطالبہ کیا ہے تو آپ تسلی رکھیں اُن کا یہ مطالبہ ہے ہی بے بنیاد اور پھر یہ بھی سن لیں کہ ان کی حقیقت کیا ہے:

﴿فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ﴾: انہوں نے تو یقیناً موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے اس سے بڑھ کر مطالبہ کیا سوال کیا۔

وہ کیا تھا؟ ﴿فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً﴾: اے موسیٰ ! ہمیں عیاناً اللہ تعالیٰ کو دکھا دے۔

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب مصر سے ہجرت کر کے فلسطین جا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرعون کے شر سے اُن کو نجات دے دی ہے معروف قصہ ہے کیونکہ بنی اسرائیل کی زندگی کے دو مرحلے ہیں، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی کے دو مرحلے ہیں، ایک مصر کے اندر، اور ایک مصر کے بعد مصر سے باہر۔

(۱) مصر کے اندر تو فرعون کا جو قصہ ہے قرآن میں آپ کو یہ ملتا ہے۔ (۲) مصر سے نکلنے کے بعد جو قصہ ہے بنی اسرائیل کے ساتھ ہو جاتا ہے پھر۔ ایک قصہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور فرعون کا ہے مصر کے اندر ہے، فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد مصر کے بعد جو قصہ ہے پھر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور بنی اسرائیل کا قصہ ہو جاتا ہے۔

اب یہ معاملہ جو ہے جب اللہ تعالیٰ نے نجات دی ہے بنی اسرائیل کو اور موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو فرعون کے شر سے اور جب وہ سمندر کو پار کر کے باہر نکلے تو وہاں پر جو معاملات ہوئے اُن میں سے چند کا ذکر ہے یہاں پر، سورۃ البقرۃ میں تفصیل ہے یہاں پر چند چیزوں کا ذکر ہے صرف اشارات ہیں علامات ہیں تاکہ پتہ چلے مختصر طریقے سے کہ یہ لوگ ہیں کون۔

تو یہ لوگ جو تھے انہوں نے جاکر بچھڑے کو دیکھا بچھڑے کی عبادت کی ہے مطالبہ کیا ہے عبادت کرنے کا پھر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو روکا ہے اور پھر جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ تیس دن کے لیے کوہِ طور پر جائیں گے پھر وہاں پر گئے پھر چالیس دن ہو گئے تھے چالیس راتیں ہو گئی تھیں اور پیچھے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو مقرر کیا اپنا نائب تو بنی اسرائیل نے اس وقت میں بچھڑے کی عبادت کرلی شرک کرلیا!

پھر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام واپس آتے ہیں دیکھتے ہیں کہ بچھڑے کی عبادت ہو رہی ہے شدید غصے میں آتے ہیں اور پھر بچھڑے کو توڑ بھی دیتے ہیں آگ بھی لگا دیتے ہیں ان میں سے بنی اسرائیل میں سے چھ لاکھ کی تعداد تھی علماء بتاتے ہیں، جب ہجرت کی تھی مصر سے تو چھ لاکھ تھے ان میں سے صرف ستّر ایسے تھے جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی۔

بنی اسرائیل میں سے جو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ تھے جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی ہے ان تمام میں سے صرف ایک جو تھے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام انہوں نے عبادت نہیں کی اور ستر جو اُن کے علماء تھے رہنما تھے بنی اسرائیل کے انہوں نے بھی عبادت نہیں کی بچھڑے کی باقی سب نے کی شرک میں مبتلا ہو گئے! یہ سب سے اچھے سمجھے جاتے تھے جو ستّر تھے تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام واپس آتے ہیں بچھڑے کو توڑ دیتے ہیں اور پھر یہ جو ستّر ہیں اور موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جاتے ہیں کوہِ طور پر۔

یہ ستّر جو ہیں یہ مطالبہ کرتے ہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہ آپ گئے ہیں اب اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں کلیم اللہ ہیں آپ ہمیں بھی ساتھ لے جائیں ہم بھی سننا چاہتے ہیں گفتگو براہِ راست تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام لے کر گئے جب وہاں پر گئے انہوں نے کہا کہ کلام کی بات تو ٹھیک ہے ہم دیکھنا چاہتے ہیں تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ مطالبہ کیا کہ:

﴿ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً ﴾: ہم اللہ تعالیٰ کو براہِ راست دیکھنا چاہتے ہیں، تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تو ممکن نہیں ہے! اللہ تعالیٰ کو براہِ راست دنیا میں کون دیکھ سکتا ہے؟! جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے خود مطالبہ کیا تھا ایک دفعہ دیکھنے کا تو نہیں دیکھ سکے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہو سکا ممکن نہیں ہے! تو غصے میں آ گئے ستّر جو تھے جو سب سے بڑے ان کے علماء تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے ہم دیکھنا چاہتے ہیں ہماری شرط ہے! اللہ تعالیٰ نے اُن پر بجلی نازل کی ہے اور یہ ستّر مر گئے، پھر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ! میں قوم میں واپس جاؤں گا یہ ستّر سب سے اچھے ہیں میری قوم کو تُو بہتر جانتا ہے کہ کیسی قوم ہے!

اگر سب سے اچھے یہاں پر سب مارے گئے تو باقی کو کتنا شدید غصہ اور غم ہو گا اُن کو تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرما کر (اللہ تعالیٰ سے دعا کی) ان کو زندہ کر دے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو دوبارہ زندہ کر دیا ایک اور موقع دے دیا، اللہ تعالیٰ یہاں پر فرماتے ہیں: ﴿ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً ﴾۔

﴿ فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلۡمِهِمۡ ۚ ﴾: تواُن کے ظلم کے سبب ظلم کی وجہ سے بجلی آ گری آسمان سے اُن کو قتل کیا (پھر سورۃ البقرۃ کی آیت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دوبارہ زندہ کیا ہے)۔

﴿ ثُمَّ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ﴾: پھر انہوں نے جو بنی اسرائیل ہیں بچھڑے کو معبود بنالیا اس کے بعد کہ ان کو بینات جو ہیں آیات دکھادی گئیں۔

یہ بینات جو ہیں دو قسم کی ہیں:

1- ایک تو وہ آیات (معجزات) ہیں جو فرعون کے زمانے میں نازل ہوئیں نو (9) کے قریب جس میں لاٹھی بھی تھی جو سانپ بن گئی تھی، جس میں یدِ بیضاء تھا، جس میں پھر وہ طوفان کا آنا ہے، اور قحط کا آنا ہے، خون کی اور مینڈکوں کی بارش ہے جیسا کہ یہ ساری چیزیں ہیں جو آیات بینات تھیں بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

2- اور دوسری قسم کی آیات جو تورات نازل ہوئی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر کیونکہ جب کوہِ طور پر گئے تھے چالیس راتوں کے لیے جب واپس آئے تو تورات اُن کے ہاتھوں میں تھی تورات لے کر آئے تھے۔

تو آیات بینات وہ بھی ہیں جو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے ہیں اور یہ بھی جو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے ہیں:

﴿ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ﴾۔

﴿ فَعَفَوۡنَا عَنۡ ذٰلِكَ ۚ ﴾: تو ہم نے در گزر کر دیا معاف کر دیا (اللہ تعالیٰ نے پھر ایک اور موقع دے دیا)۔

﴿ وَاٰتَيۡنَا مُوۡسٰى سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا ۝١٥٣ ﴾: اور ہم نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو صریح غلبہ اور حجت دے دی ہے۔

حق موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ تھا غلبہ بھی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ تھا، بچھڑے کی عبادت کر رہے تھے وہ شرک جو کیا ختم ہو گیا بچھڑے کو توڑ کر آگ میں پھینکا ختم کر دیا۔

پھر یہاں تک اور غلطی دیکھیں اب بنی اسرائیل کی چند غلطیاں کہ:

(۱) یہ لوگ آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کتاب کو نازل کرنے کا ان کی حقیقت دیکھ لیں۔

(۲) یہ دین کا مطالبہ کرتے ہیں اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اہل کتاب میں سے ہیں دین کی سمجھ رکھتے ہیں آپ سے پہلے موجود تھے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم اہل کتاب میں سے ہیں ہمارا دین پہلے سے ہی آرہا ہے ذرا دیکھ لیں کہ ان کی دینی حالت کیا ہے۔

اسی سیاق اور سباق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَهُمُ الطُّوۡرَ بِمِيۡثَاقِهِمۡ ﴾ (النساء:154)

(اور ہم نے اُن کے اوپر طور پہاڑ کو بلند کر دیا ﴿بِمِيۡثَاقِهِمۡ﴾ اُن کا عہد لیتے ہوئے)

﴿ وَقُلۡنَا لَهُمُ ﴾: اور ہم نے ان سے کہا۔

﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾: سجدے کی حالت میں دروازے سے داخل ہو جاؤ(یعنی فلسطین میں داخل ہو جاؤ)۔

﴿وَّقُلْنَا لَهُمْ﴾: اور ہم نے اُن کو یہ بھی کہا(یعنی یہ بھی حکم دیا)۔ ﴿لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ﴾: ہفتے کے دن زیادتی مت کرو۔

﴿وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿١٥٤﴾﴾: اور ہم نے اُن سے مضبوط عہد لیا۔ ﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ﴾ ہوا کیا؟

جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تورات لے کر آئے اور حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تورات کو لے لو یعنی اُس پر عمل کرو، تو اُنہوں نے کہا کہ دیکھیں بھئی ابھی تک ہم مصر میں جب موجود تھے تو فرعون ہمارے اوپر مسلط تھا اور ہم غلام تھے غلامی سے ابھی ہم نکلے ہیں پابند ہونا مشکل ہے ہمارے لیے تو پہلے دکھائیں ہمیں کہ تورات میں ہے کیا، ہم پڑھیں گے دیکھیں گے سوچیں گے سمجھیں گے عمل کرتے ہیں نہیں کرتے پھر فیصلہ کریں گے۔ عجب دیکھیں! چھ لاکھ کی تعداد تھی اور چھ سو سال سے غلامی تھی آباؤاجداد سے وہ غلام تھے!

قصہ آپ کو پتہ ہے کہ یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام جب مصر میں گئے (سورۃ یوسف میں جو قصہ ہے) وہاں پر جب وزیر خزانہ بنے پھر اپنے بھائی واپس آ گئے والدین بھی واپس آ گئے، پھر ایک تمکین تھی وجود تھا بنی اسرائیل کا بڑے عہدے تھے ۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا بنی اسرائیل کے یہ عہدے کم ہوتے گئے اور جو اصل مصری تھے جو فرعونی تھے وہ آہستہ آہستہ اپنا حق واپس لیتے گئے اور ظلم آہستہ آہستہ کرتے گئے کہاں پر بڑے مناصب تھے کہاں پر اُن کو پھر غلام دیا گیا اور ظلم وستم کیا گیا!

(یہ لمبا قصہ ہے کبھی اس پر بات کروں گا میں اور قصص الانبیاء میں اس پر میں بات کر چکا ہوں جسے سننا ہے تو ریکارڈنگ موجود ہے آپ سن لیں)۔

تو جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ حکم دیا کہ یہ کتاب ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب نازل کی ہے اسے تورات کہتے ہیں یہ تورات تمہارے لیے ہے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو، تو کہا کہ یہ ہم سے نہیں ہوتا یہ تو بہت مشکل ہے!

اس میں ہے کیا؟! چند چیزیں بتائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، کہتے ہیں کہ ہم سے نہیں ہوتا یہ بہت مشکل ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا پہاڑ کو کوہِ طور پہاڑ جو ہے اور پر اٹھا دیا سر پر کھڑا کر دیا یوں، اب یہ قوم نیچے بنی اسرائیل پہاڑ سر کے اوپر ہے ﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ﴾ اب مانتے ہو یا اسے گرادوں تمہارے اوپر؟ کہتے ہیں کہ اب مانتے ہیں (یہ نہ گرے اب مانتے ہیں!) اور عہد دیا اللہ تعالیٰ کو کہ اب ہم مانیں گے، وعدہ کیا اللہ تعالیٰ سے کہ اب ہم مانیں گے اور کچھ عرصے کے لیے یہ پہاڑ قائم رہا سر کے اوپر ابھی پہنچے نہیں۔

ابھی دیکھیں مصر ہے فلسطین کے درمیان کے راستے کی بات ہو رہی ہے ابھی درمیان میں یہ کیا ہوا؟ چالیس راتیں جو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام گئے کوہِ طور پر وہاں پر انتظار کیا، پھر واپس آئے دیکھا کہ بچھڑے کی عبادت ہو رہی ہے اُسی جگہ پر یہ بیچ کی جگہ ہے مصر اور فلسطین کے بیچ کی جگہ جسے اب سینا کہتے ہیں وہاں پر ہے تو وہاں پر جو ہے ابھی راستہ باقی ہے داخل نہیں ہوئے فلسطین میں تو یہاں پر یہ سارے معاملے ہو رہے ہیں۔

کچھ عرصے تک یہ پہاڑ سر پر قائم رہا پھر بار بار کہتے تھے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کہ بھئی اسے تو ہٹا دیں اب تو ہم مان رہے ہیں نا، اب یہ سر پر ہے ہم دل سے عبادت نہیں کر سکتے خوف ڈر طاری رہتا ہے تو اسے ہٹا دیں۔

پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر یہ پہاڑ بھی ہٹ گیا اب باقی کیا رہا؟ وعدہ جو اللہ تعالیٰ سے کیا تھا کہ ہم تورات پر عمل کریں گے۔

کتنی بھیانک غلطیاں ہیں کبھی سوچا ہے؟!

اگلی غلطی دیکھیں:

﴿وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾: ہم نے یہ بھی اُن کو حکم دیا کہ تم نے دروازے کو پار کرنا ہے سجدے کی حالت میں۔

﴿وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ سورۃ البقرۃ کی آیت میں آیا ہے (البقرۃ:58): اور کہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کردے، ﴿حِطَّةٌ﴾: یعنی گناہوں کو جھاڑ دے معاف کردے۔

سجدے کی حالت میں یعنی یوں جھک کر داخل ہونا ہے:

(۱) سجود عربی زبان میں کہتے ہیں جھکنے کو جو سجود لغت کے اعتبار سے ہے۔

(۲) شرع کے اعتبار سے زمین پر سر اور ماتھے کو رکھنے سے ناک اور ماتھا جب زمین پر لگتا ہے اسے سجود شرعی کہتے ہیں۔

لغوی سجود ہوتا ہے، رکوع کو بھی سجود کہتے ہیں، جھکنے کو بھی سجود کہتے ہیں۔

تو بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم نے صرف دروازے تک جانا ہے اُسے دھکا دینا ہے دروازہ کھل جائے گا فتح تمہاری ہے غلبہ تمہارا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدے کی حالت میں جھکتے ہوئے اندر داخل ہو اور داخل ہوتے وقت یہ کہو: ﴿حِطَّةٌ﴾: یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف کردے۔ اُنہوں نے کیا کیا؟ زمین پر بیٹھ گئے اور پشت کے بل آگے چلتے گئے!

نافرمانی کس چیز کی؟ جو حکم دیا گیا (فعل کی)۔ زبان سے کیا کہا؟ "حِنطَة" (گندم)۔

﴿حِطَّةٌ﴾ کے لفظ کی تحریف کرکے "حِنطَة" کہہ دیا:

(۱) ﴿حِطَّةٌ﴾ گناہوں کو معاف کرنا جھاڑ دینا۔ (۲) "حِنطَة" کہتے ہیں گندم کو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں گندم عطا فرما ہمیں رزق عطا فرما۔

تو قول میں بھی تحریف فعل میں بھی تحریف نافرمانی کی انتہا دیکھیں! ابھی وعدہ کیا کہ تورات پر عمل کریں گے ہم پہاڑ جوں ہی سر سے نیچے اُترا اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ صرف آپ نے ہاتھ لگانا ہے وہ ڈرے ہوئے ہیں، رعب میں نے دل میں ڈال دیا ہے صرف سبب اختیار کرتے ہوئے دروازے تک پہنچیں اور داخل ہو جائیں ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾: ﴿سُجَّدًا﴾ کیوں؟ کیونکہ شکر ادا کرتے ہوئے فتح تمہیں ویسے ہی میسر ہو گئی ہے۔

فرعون سے نجات کس نے دی؟ اللہ تعالیٰ نے۔ کوئی ہتھیار اُٹھایا؟ نہیں! کوئی ایک پتھر بھی مارا؟ نہیں! ابھی اسی طریقے سے فلسطین میں داخل ہونے کے لیے تمہارا راستہ ہموار کر دیا ہے دروازے کو ہاتھ تو لگاؤ کھل جائے گا دروازہ وہ ڈر کر بھاگ جائیں گے! وہاں پر تھے عمالیق بڑی سخت قسم کے! عملاق کہتے ہیں ہیوج (Huge) قسم کے بڑے لوگ جو ہوتے ہیں، جسامت کے بڑے اور بڑے طاقتور تھے لیکن دل کے بڑے کمزور تھے، ہمیشہ مومن جنگ جیتتا ہے کافر کے دل میں رعب پیدا ہونے سے دیکھ لیں!

جنگ بدر دیکھ لیں جنگ اُحد دیکھ لیں جنگ احزاب دیکھ لیں، جنگ بنی قریظہ دیکھ لیں رعب کا لفظ ہمیشہ موجود ہے کہ کافروں کے دل میں ڈر کو رعب کو ہم نے ڈال دیا ہے اس لیے مومن جنگ جیت جاتے ہیں۔

یہاں پر بھی آیا ہے: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ﴾: صرف آپ نے دروازے تک جانا ہے، کہتے ہیں کہ ہم سے تو نہیں ہوتا ہم نے کب تلوار اُٹھائی ہے ؟! پہلے انکار کیا کہ ہم تو جا نہیں سکتے ہم کیسے جا سکتے ہیں؟! ہم نے کبھی جنگ کی نہیں ہے ہم تو غلام تھے کہاں سے ہتھیار اُٹھائیں گے؟! اور پھر وہ ہیں بھی بڑے جنگجو قسم کے لوگ سخت قسم کے لوگ وہ تو ہمیں قتل کر دیں گے! (سبحان اللہ)۔

اور جب داخل ہوئے (بہت لمبا قصہ ہے) تو تب بھی پشت کے بل گھسٹ کر زمین کے اوپر اور اُس کے ساتھ جو حکم تھا زبان سے کہنا ہے وہ بھی نہیں کہا، "حِنطَةٌ" کہا ﴿حِطَّةٌ﴾ کی جگہ۔اور نافرمانی دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ﴾: اور ہم نے یہ بھی اُن سے کہا کہ ہفتے کے دن زیادتی مت کرو۔

ہفتے کے دن اصحاب السّبت کا قصہ جو ہے اصحاب السّبت کون ہیں؟ یہ بنی اسرائیل کی ایسی قوم تھی جو سمندر کے کنارے رہتی تھی اور مچھلی کا شکار کرتی تھی اور کاروبار کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے بنی اسرائیل کو کہ ہفتے کے دن تم نے شکار نہیں کرنا (چھٹی کا دن ہے ہفتے کا دن تو کاروبار مچھلی کا شکار نہیں کرنا) باقی شکار کرنا ہے کرو مچھلی کا شکار تم لوگوں نے نہیں کرنا ہے۔

وہ کیا کرتے کرتے تھے؟ جمعہ کے دن جال بچھا دیتے تھے سمندر میں اور اتوار کے دن جال کو نکال دیتے تھے مچھلی پھنس جاتی تھی اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے ہم نے ہفتے کے دن شکار نہیں کرنا مچھلی کا تو ہم نے شکار تو نہیں کیا ہے ہم نے شکار کب کیا ہے؟ اتوار کے دن؛ اتوار کے دن منع ہے؟ نہیں ہے۔یہ حیلہ ہے اسے حیلہ کہتے ہیں یہ ربّ کو دھوکا دینا ہوتا ہے!

جمعہ کے دن جال بچھایا ہے تاکہ ہفتے کے دن مچھلی پکڑی جائے اور اتوار کے دن نکال کر اُسے بیچا جائے کاروبار کیا جائے یا کھایا جائے تو اللہ تعالیٰ کو اُن کا یہ فعل اتنا ناپسند ہوا اتنا غصہ اللہ تعالیٰ کو آیا تو مسخ کر دیا ﴿الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ﴾ بندر بنا دیا (المائدۃ:60)! (نعوذ باللہ)۔

یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں آپ سے کہ کتاب نازل فرمائیں؟! یہ دینی حیثیت تھی ان لوگوں کی ان کی یہ دینی اوقات ہے جو آپ سے مطالبہ کرتے ہیں خود کہاں عمل کرنے والے ہیں؟! یہ صرف بے بنیاد مطالبہ ہے۔

﴿وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۱۵۴﴾: اور ہم نے اُن سے مضبوط عہد لیا۔

اب سزائیں دیکھیں ذرا اب کیا تھا؟ ان کے جرم جو تھے جو ان لوگوں نے کیے ہیں چند کا ذکر ہے تفصیل سورۃ البقرۃ میں آپ دیکھ سکتے ہیں، اب جو سزائیں ملیں کیوں ملیں اُن کو سزائیں:

۱۔ ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ﴾ (النساء:155) (اُن کے عہد و پیمان کے توڑنے کے سبب)

۲۔ ﴿وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾: اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے کے سبب۔

۳۔ ﴿وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾: اور انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کو قتل کرنا بغیر حق کے سبب۔

۴۔ ﴿وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ﴾: اور اُن کا یہ کہنا کہ ہمارے دلوں پر پردہ جم چکا ہے۔

۵- ﴿بَلۡ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيۡهَا بِكُفۡرِهِمۡ﴾: بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اُن کے کفر کے سبب۔

۶- ﴿فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝١٥٥﴾: پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ کتنا جرم ہے! (نعوذ باللہ)۔

دیکھیں: ﴿وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ۝١٥٤﴾: ہم نے مضبوط عہد لیا۔

عہد دے دیا پھر اس عہد کو بھی توڑ دیا!

1- تورات پر عمل کرنے کا عہد کیا پہاڑ سر پر تھا پہاڑ اُترا تورات کو قبول کر لیا کہ نہیں کیا؟ نہیں! تحریف کر کے بدترین نافرمانی کی!

ایک تو نہیں مانا الگ بات تھی ایک تو مانا بھی نہیں تحریف بھی کر دی تبدیل بھی کر دیا اُس سے بڑا جرم!

2- سبت کے دن شکار نہ کرو، رُک جاتے تو اچھا تھا نہیں رُکے۔

حیلہ نہ کرتے تب بھی کم جرم تھا حیلہ کر کے جمعہ کے دن جال بچھا کر اتوار کو شکار کر کے ربّ کو دھوکا دینے کی کوشش کی گئی ناکام! (سبحان اللہ)،

اور جو عہد و پیمان تھے سب کی انہوں نے عہد شکنی کی ہے۔

3- اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا کفر کرنا نافرمانی کرنا اور جھٹلانا اور اُن پر عمل نہ کرنا تورات کی جو آیات تھیں۔

4- اور اس سے بڑھ کر: ﴿وَقَتۡلِهِمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ﴾: انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کا قتل کرنا بغیر حق کے۔

بنی اسرائیل نے یہودیوں نے کچھ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو قتل بھی کیا ہے، یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کو قتل کیا ہے، اور عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے قتل کے دعویدار بھی ہیں یہی کہتے ہیں! یہودی کیا کہتے ہیں؟ کہ ہم نے قتل کیا ہے اور نصاریٰ نے اُس کو قبول کر کے سولی پر چڑھنے کو ایمان کا رکن بنا دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو سولی پر اپنی جان دینے پر ایمان یہ نصاریٰ کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے (اگلے درس میں یا وقت ملا تو ابھی بتا دیتا ہوں میں آپ کو)۔

﴿وَقَتۡلِهِمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ﴾: کیا انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کو حق کے ساتھ قتل کیا جا سکتا ہے ہمیشہ ناحق ہی ہوتا ہے نا؟!

تو ﴿بِغَيۡرِ حَقٍّ﴾ کا لفظ کیوں ہے؟ یہ تاکید ہے کہ نبی کا جب بھی قتل ہوا تو بغیر حق کے ہوا۔

جیسا کہ آپ کہتے ہیں نا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا "ہاتھ سے لکھا" تو پاؤں سے لوگ لکھتے ہیں یا ہاتھ سے لکھتے ہیں؟! تو ہاتھ سے لکھا کیوں کہا میں نے لکھا کافی نہیں تھا؟ میں نے دیکھا کافی ہے یا میں نے آنکھوں سے دیکھا؟ زیادہ مضبوط کیا ہے آنکھوں سے دیکھا یا دیکھا؟ ہاتھ سے لکھا یا لکھا زیادہ مضبوط کیا ہے؟

اس لیے ﴿وَقَتۡلِهِمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ﴾: یہ تاکید ہے کہ جب بھی نبی کا قتل کیا کسی نے وہ ناحق ہی قتل تھا۔

چھوٹا سا واجب ہے کہ بعض آیات میں آیا ہے ﴿وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ حَقٍّ﴾ (آل عمران:21): الف لام کے ساتھ حق بھی ہے اور بغیر الف لام کے حق بھی ہے ﴿بِغَيۡرِ حَقٍّ﴾ ہے، ﴿بِغَيۡرِ الۡحَقِّ﴾ بھی ہے (البقرۃ:61)؛ ﴿الۡاَنۡۢبِيَآءَ﴾ بھی ہے ﴿النَّبِيّٖنَ﴾ بھی ہے فرق کیا ہے اس میں؟ سبحان اللہ دیکھیں میں نے کہا ہے کہ انداز بیان اور الفاظوں میں بھی معجزہ ہوتا ہے "إعجاز القرآن في اللفظ"۔

یہاں تک ہو گیا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی ناحق ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کتاب اُتارنے کا ناان کو ذرا دیکھ لیں انہوں نے کیا کیا ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے قاتل بھی ہیں ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں یہ! (سبحان اللہ)۔

﴿وَّقَوْلِهِمْ﴾: اور یہ بھی اُن کا کہنا ہے، یہ جو سزائیں ان کو دی ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ تمام وجوہات ہیں اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے ﴿وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ﴾: اُن کا یہ کہنا کہ ہمار دلوں پر پردے جمے ہوئے ہیں تو ہم کیا کریں کیسے آپ کی بات کو مانیں، دلوں پر پردے جمے ہیں۔

﴿بَلْ﴾ (جملہ اعتراضیہ اس کہتے ہیں)۔ ﴿بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَیْهَا بِكُفْرِهِمْ﴾: بلکہ اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اُن کے کفر کے سبب۔

وہ کیا دل کے پردے کی بات کرتے ہیں اُن کی جرأت ہے کہ وہ خود پردے بنالیں؟! جو پردے کی یہ بات کرتے ہیں اُن کے کفر اور تمام جرائم کے سبب اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اس لیے حق اُن کو نظر نہیں آتا نہ وہ حق سنتے ہیں نہ وہ قبول کرتے ہیں۔

﴿فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۱۵۵﴾: وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم۔

بنی اسرائیل سے لوگ مسلمان ہوئے کہ نہیں؟ یہودیوں میں سے ہوئے نا؟ بہت کم ہوئے ہیں! نصاریٰ میں سے؟ ہوئے ہیں بہت کم ہوئے ہیں! آگے دیکھیں:

﴿وَّبِكُفْرِهِمْ﴾ (النساء:156)

(اور اُن کے کفر کے سبب)

کیا اور بھی کوئی جرم موجود ہے؟! جی ہاں! اور بھی جرم دیکھیں اِن لوگوں کے اتنے جرائم ہیں! (نعوذ باللہ)۔

﴿وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْیَمَ بُهْتَانًا عَظِیْمًا ۝۱۵۶﴾: اور اُن کے کفر کے سبب اور مریم علیہا الصلاۃ والسلام پر بہت بڑا بہتان لگانے کے سبب کہ انہوں نے زنا کیا ہے اور وہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو لے کر آئی ہیں (نعوذ باللہ)۔ یہ بہتان کس نے لگایا ہے؟! یہودیوں نے لگایا ہے۔

اور جرم دیکھیں:

﴿وَّقَوْلِهِمْ﴾ (النساء:157)

(اور اُن کا یہ کہنا)

﴿اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ﴾: کہ ہم نے قتل کیا عیسیٰ المسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو جو مریم کا بیٹا ہے اللہ کا رسول ہے (علیہ الصلاۃ والسلام)۔ یہ کس نے دعویٰ کیا ہے؟! یہودیوں نے۔

جواب سن لیں پہلے تفصیل بعد میں، فوری طور پر جواب ہے:

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ﴾: اور نہ ہی اِن لوگوں نے قتل کیا ہے اور نہ ہی سولی پر چڑھایا ہے۔

﴿وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ﴾: لیکن ان کو اُن جیسی صورت دکھادی گئی یا بنادی گئی۔

﴿وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ﴾: اور وہ جو اس معاملے میں اختلاف کرتے ہیں آپس میں وہ اس معاملے میں شک پر ہیں۔

﴿مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ﴾: اُن کے پاس کوئی علم نہیں ہے۔

﴿اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ﴾: صرف ظن اور شکوک وشبہات میں پڑے ہوئے ہیں اس کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔

﴿وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ۝١٥٧﴾: اور عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو انہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا ہے۔

﴿وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ﴾: مزید تاکید ہے ﴿وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ۝١٥٧﴾: تاکہ کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہودیوں نے قتل کیا ہی نہیں ہے نہ اُن کی جرأت تھی!

تو پھر ہوا کیا ہے؟

﴿بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ﴾ (النساء:158)

(بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی طرف اٹھالیا بلند کرلیا)

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۝١٥٨﴾: اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب ہے بڑی عزت والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

اللہ کی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کی شکل کا شخص عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی جو شکل وصورت ہے کسی اور میں ڈال دی اور اُسے اِن لوگوں نے قتل کیا اور سولی پر چڑھادیا اور یہ سمجھتے رہے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو سولی پر چڑھایا ہے۔

اور اختلاف اس لیے تھا آپس میں اُن کا کہ سو فیصد شکل وصورت ملتی نہیں تھی تو کسی نے کہا قتل کرنے کے بعد کہ یقیناً قتل کیا، کسی نے کہا کہ ہم نے قتل نہیں کیا (یہودیوں میں سے آپس میں) کوئی اور تھا۔

لیکن جو سچ یقینی بات کیا ہے؟ ﴿وَمَا قَتَلُوۡهُ﴾: یقیناً یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ قتل نہیں ہوا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا ہے اور قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے یہ نشانی ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام واپس نازل ہوں گے اور دجال کا قتل بھی کریں گے۔

دجال کو کوئی اور قتل کر نہیں سکے گا دجال کو قتل صرف ایک ہی شخص کریں گے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام۔

اس وقت کہاں ہیں؟ آسمان پر ہیں: ﴿رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ﴾: زندہ ہیں ہمارا ایمان ہے۔

﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۝١٥٩﴾ (النساء:159)

(اور کوئی اہل کتاب میں سے نہ رہے گا مگر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر اپنی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا)

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے اس آیت میں یہ دلیل ہے، اور صحیح مسلم کی حدیث میں بھی آیا ہے اور صحیح بخاری کی کئی احادیث میں آیا ہے:

1- عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے اور جب نازل ہوں گے دجال کا قتل ہوگا صلیب کو توڑ دیا جائے گا کہ کرسچن (نصاریٰ) جس کی عبادت کرتے تھے ٹرینٹی (Trinity) یعنی تثلیث کا عقیدہ غلط ہے، صلیب کو توڑنے کا مطلب ہے کہ اُس وقت کوئی بھی نصرانیت باقی نہیں رہے گی، ختم!

2- جزیہ ختم ہو جائے گا۔

3-اور خنزیر کو بھی جو حلال سمجھتا ہے وہ بھی حرام قرار دے دیا جائے گا۔

تو مرنے سے پہلے کے دو معنی ہیں یہاں پر، وفات سے پہلے:

(۱) عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات سے پہلے تمام جو بنی اسرائیل ہیں اہل کتاب ایمان لے کر آئیں گے۔

(۲) دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ جو بنی اسرائیل میں سے ہیں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات سے پہلے خود ایمان لے کر آئیں گے۔

یعنی اپنے مرنے سے پہلے بنی اسرائیل میں سے جو ہیں جو باقی رہیں گے ایمان قبول کریں گے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لائیں گے اور پھر وفات پائیں گے چاہے یہود ہوں یا نصرانی ہوں (صحیح ایمان لے کر آئیں گے، دوسرا معنی کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات سے پہلے یہ تمام بنی اسرائیل جو بچے ہیں یہ اسلام قبول کریں گے۔

یہ کب ہو گا؟ جب دجال کا خاتمہ ہو گا کیونکہ دجال کے ساتھ یہودی ہوں گے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ستّر ہزار یہودی ہوں گے جو اصفہان سے آئیں گے یہودی ساتھ دیں گے دجال کا اصفہان کہاں پر ہے؟ ایران میں ہے۔

تو یہ روافض بھی ساتھ ہوں گے یہودی بھی ساتھ ہوں گے دجال کے ساتھ ہوں گے اور دجال کی حمایت کریں گے اُس پر ایمان لے کر آئیں گے، دجال کا خاتمہ ہو گا جنگیں ہوں گی صلیب توڑ دی جائے گی جزیہ ختم کر دیا جائے گا۔

یا اسلام ہے یا تلوار ہے جزیہ نہیں ہے بات ختم ہے! ابھی تین آپشن (Option) ہیں نا:

(۱) یا اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ (۲) یا جزیہ لے کر اپنے دین پر باقی رہو۔ (۳) یا پھر تمہارے لیے تلوار ہے۔

یہی ہے نا؟! اُس وقت جب عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے دو آپشن (Option) ہوں گے تیسرا ختم ہو جائے گا جزیے کی بات نہیں ہے اب یا ایمان ہے یا کفر ہے۔

بقاء اہل ایمان کی ہو گی کفر کا خاتمہ ہو گا سو فیصد اس لیے فرمایا: ﴿وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ﴾: یعنی اہل کتاب میں سے تمام کے تمام جو ہیں وہ ایمان لائیں گے وفات سے پہلے۔

﴿مَوۡتِهٖ﴾ کا ضمیر یا تو بنی اسرائیل کی طرف جا رہا ہے یا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف جا رہا ہے دونوں معنی صحیح ہیں کہ یہ جو یہودی یا بنی اسرائیل میں سے ہیں یہ اپنے مرنے سے پہلے ایمان قبول کریں گے یا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات سے پہلے تمام جو ہیں اسلام قبول کریں گے کیونکہ یہودیوں کا خاتمہ ہو گیا نصرانیت کا خاتمہ ہو گیا تو اہل کفر اہل اسلام باقی بچ گئے (ایمان لائیں گے بنی اسرائیل جو سارے ہیں وہ جو باقی بچیں گے)۔

﴿وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۝۱۵۹﴾: اور قیامت کے دن عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اُن پر گواہ ہوں گے گواہی دیں گے۔

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی تمام جو اُن کی امت تھی اپنے زمانے میں جو مومن تھے اُن پر گواہی بھی دیں گے اور یہ جو بعد میں ایمان لے کر آئے ہیں ان پر بھی گواہی دیں گے۔

اور جو نافرمان رہے اور جنہوں نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مقرر کیا ہے اُن پر بھی حجت قائم ہو گی اُن پر بھی گواہی ہو گی کہ انہوں نے غلط راستہ اپنایا ہے میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں میں نے ہمیشہ منع کیا ہے، آیات بینات تھیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے قرآن نازل ہوا تب بھی ان لوگوں نے نہیں مانا۔

تو گواہی ہو گی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی اپنی امت پر یہ لوگ بھی اُس میں شامل ہوں گے۔

اور سزا دیکھیں کہ دل پر مہر لگانا بہت بڑی سزا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے! یہودیوں کے دلوں پر مہر کیوں لگی نعوذ باللہ ظلم تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟! اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا یہ اُن کی اپنی نافرمانیاں تھیں بدکرداری تھی اُن کی جو غلط انہوں نے عمل کیے ہیں یہاں تک کہ:

(۱) انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی قتل کیا ہے!

(۲) تورات اور انجیل کی تحریف بھی کی ہے!

(۳) جو عہد کیا اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا اُسے بھی پامال کرتے رہے بار بار!

(۴) اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ ہمارے دلوں پر تو پردے ہیں جب آپ ہمارے ان مطالبات کو قبول کریں گے تب پردے اُتریں گے!

(سبحان اللہ)؛

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری یہ جرأت نہیں ہے کوئی پردے وغیرہ نہیں ہیں میں نے مہر لگائی ہے تمہارے دلوں پر تمہارے یہ جو اسباب ہیں کفر کے نافرمانیوں کے! اتنے سنگین تم لوگوں نے جرائم کیے ہیں ان جرائم کے اسباب جو ہیں میں نے تمہارے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

اور ان جرائم کے ساتھ ان سزاؤں کے ساتھ ایک اور سزا کا ذکر بھی ہے اگلی آیت میں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝١٦٠﴾ (النساء:160)

(اور اُن کے ظلم کے سبب ہم نے بہت ساری چیزیں جو اُن کے لیے حلال تھیں حرام کر دیں اور اُن کا اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کے سبب بھی ہم نے اُن کو یہ سزائیں دی ہیں)

﴿وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا﴾: جو بہت زیادہ روکتے تھے دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے، ایک تو خود رُکتے ہیں نافرمانیاں کرتے ہیں پھر دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں یہ بھی اور جرم ہے!

جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے وہ دو قسم کا ہے:

1-ایک اہل ایمان کے لیے حرام کی ہیں بعض چیزیں اُن کے لیے نعمت ہیں۔

2-اور ایک اہل کفر اور نافرمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بعض چیزیں حرام کی ہیں اُن کی سزا کے لیے۔

ایک جزاء ہے اور ایک سزا ہے۔

اہل ایمان کے لیے خبائث حرام ہیں: ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ﴾ (الاعراف:157): نہیں؟! خبائث حرام ہیں یہ فضل ہے انعام ہے کہ نہیں؟

بنی اسرائیل کے لیے جو جرم اُن لوگوں نے کیے ہیں بعض حلال حرام کر دیئے (کیوں حرام کر دیئے؟ اُن کے جرم تھے تو اُن پر بعض چیزیں جو حلال تھیں حرام کر دی گئیں)۔

اور وجہ کیا تھی؟ وہ وجوہات جو پہلے تھیں اور ساتھ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ راستے سے بہت زیادہ روکتے تھے۔

﴿وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا﴾ (النساء:161)

(اور اُن کا سود لینے کی وجہ سے)

﴿وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ﴾: جبکہ اُن کو روکا گیا۔

﴿وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾: اور لوگوں کا ناحق مال کھانے کی وجہ سے یا لینے کی وجہ سے۔

﴿وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾﴾: اور ہم نے اُن میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ دردناک عذاب جو ہے یہ اُن کے لیے ہے دردناک عذاب جہنم میں ہے!

یہ جو چند سزائیں ہیں یہ دنیا کے اعتبار سے ہیں اصل سزا جہنم کی سزا ہے جو آخرت میں اُن کو ملے گی (نعوذ باللہ)۔

اگلے درس میں ان شاء اللہ یہاں سے شروع کریں گے: ﴿لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ﴾ (النساء:162): انصاف ہے اللہ تعالیٰ کا کہ بعض ایسے بھی تھے: ﴿فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (النساء:155): ﴿قَلِيْلًا﴾: کون ہیں؟ جو ایمان لائے ہیں اُن کا ذکر ہے ان شاء اللہ اگلے درس میں ہم اُن کا ذکر کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-32: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات:153-161) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio